معارفِ قرآن

بجواب

حقائق قرآنیہ

عیسائی مبلغین کی افضل الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت و برتری کا مدلل جواب

مصنفہ

متکلم اسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ

سید نذیر حسین محدث دہلوی تبلیغی ویلفیئر سینٹر
۲۷۳۹ ۔ نیاریان اسٹریٹ جی بی روڈ، دہلی ۶

تعارف

۱۹۱۸ء کی بات ہے کہ مسیحیوں نے پنجاب سے ایک ٹریکٹ "حقائق قرآن" اردو میں شائع کیا تھا۔ اس میں مرتب نے قرآنی بیانات سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی برتری خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔

مسلم کمیونٹی میں عیسائیت کی تبلیغ کا یہ ایک منفی طریقہ ہے۔ مسیحی مبلغین وعلماء، اور مستشرقین اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ دنیا کی تمام قوموں کے مقابلہ میں صرف اور صرف مسلمانوں کے نزدیک مسیحی معتقدات میں کوئی کشش نہیں پائی جاتی۔ کیوں کہ وہ توحید، رسالت و آخرت جیسے ٹھوس عقائد پر ایمان رکھتے ہیں۔ مشنری مدارس، اسپتالوں، رفاہی اداروں اور سماجی ترقیاتی پروجیکٹس چلانے کے باوجود عیسائیت مسلم طبقہ میں اثر انداز نہیں ہوتی اس میں ناکامی پاکر اس قسم کے کتابچوں کے ذریعہ مسلمانوں کے عقائد پر وار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اسلام اور پیغمبر اسلام، قرآن اور اسلامی شعار کی عظمت وعقیدت ان کے دلوں سے نکل جائے۔

بعض موقعوں پر اسلام سے ناواقفیت رکھنے والے مسلمانوں میں (خواہ وہ ناخواندہ ہوں یا تعلیم یافتہ) کسی حد تک عیسائی مبلغین کامیابی حاصل کرلیتے ہیں۔

راقم الحروف کو تبلیغ اسلام اور تقابلی مطالعہ مذاہب کے ذوق وشوق کی وجہ سے دہلی میں جرمنی مشن کے تعاون سے چلنے والے ایک ایسے عیسائی تبلیغی ادارہ "نوید امید" کا بخوبی علم ہے۔ جو قرآن وحدیث اور بائبل کی آیات کے حوالوں کے ساتھ مسلمانوں میں عیسائیت کی اشاعت کا کام بذریعہ لٹریچر کر رہا ہے۔ راقم الحروف اسی قسم کی ایک پرانی کتاب SOURCES OF ISLAM (منابع الاسلام) کا جواب "توحید سے تثلیث تک" بصورت کتاب ۱۹۷۳ء میں لکھ کر شائع کر چکا ہے۔

بہر حال "حقائق قرآن" نام کا ٹریکٹ جو چھٹی بار دو پنجاب ریلیجیس بک سوسائٹی انار کلی لاہور کی معرفت کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا نے شائع کیا تھا۔ آج کل کسی نامعلوم شخص نے جوں کا توں لے شائع کر کے تقسیم کیا ہے۔ حالاں کہ اس کا اوّل

بدلل جواب تو ممتاز اہل حدیث عالم متکلم الاسلام حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ۱۵ نومبر ۱۹۱۶ء میں اپنے جریدہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کر دیا تھا جو بعد میں مولانا امرتسریؒ نے "جوابات نصاریٰ" میں شامل کر کے شائع کیا تھا۔ اس کا عنوان "معارف قرآن بجواب حقائق قرآن" تھا۔ دہلی یونیورسٹی میں ایم۔ اے کے بعد ایم لٹ (اردو) کے لیے تحقیقی مقالہ "اردو نثر کے ارتقا میں مناظراتی ادب کا حصہ ۱۸۵۰ء سے ۱۹۰۰ء تک" کی تیاری کے دوران عیسائیوں کے ٹریکٹ "حقائق قرآن" کے کئی جواب راقم الحروف کی نظر سے گذرے جو مختلف حلقوں کی طرف سے شائع ہوئے تھے۔ ان میں الکلام فی تفصیل خاتم النبیین مولفہ مولوی عبد الغنی (دیوبندی) سابق مدرس فتحپوری دہلی "حقائق قرآن اور اکرام الحق کی چھٹی کا جواب" مولفہ علامہ حکیم ابو الحسنات قادری (بریلوی) خطیب مسجد وزیر خاں لاہور، ردِ اباطیل مع حقائق انجیل مولفہ سید سلمان حیدر (شیعہ) لکھنؤ حقیقت المسیح از روئے قرآن و بائبل مصنفہ مولوی محمد علی (مرزائی) لاہور قادیانی جماعت ہی کے مشہور ترجمان تشخیص الاذہان (پنجاب) میں مقالہ بعنوان مسیح یا محمد قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں عیسائیوں کے مزید اعتراضات کا احاطہ کرتے ہوئے۔ بلکہ مسیحی معتقدات پر تنقید کے موضوع پر ایک کتاب "آئینہ حق" مرتبہ مولانا ابو النصر منظور احمد شاہ (بریلوی) ساہیوال پنجاب، پاکستان میں مکالماتی مضمون "افضل کون" اسلام اور نصرانیت مصنفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لائق مطالعہ ہیں اس میں شک نہیں کہ دنیا میں تمام انبیاء کرام توحید کا پیغام لے کر آئے انہوں نے عقائد و اخلاق کی تطہیر کے ساتھ ساتھ لوگوں کو نجات و مغفرت کا راستہ دکھایا اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں کی دعوت و مشن ایک ہی دین کے لیے تھی جس کی تکمیل آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی اس لیے آپ خاتم النبیین ہیں۔ اللہ کی طرف سے آپ رحمت للعالمین کے خطاب سے نوازے گئے۔ آپ اُمی تھے لیکن قرآن حکیم جیسی غیر محرف و محفوظ اور عظیم کتاب بطور معجزہ عطا کی گئی جو فصاحت و بلاغت اور جملہ محاسن میں بے مثال ہے تاریخ گواہ ہے کہ آپ کی شخصیت نے ایک عظیم و بے مثال روحانی و معاشرتی انقلاب برپا کر دیا تھا کیا یہ آپؐ کی افضلیت کا ثبوت نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی عصمت پر بیہودہ الزام کی تردید اور حضرت مریم طاہرہ کی پاکبازی اور بے گناہی کی تائید صرف قرآن ہی میں ملتی ہے قرآن ہی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

کو سلسلہ نبوت کی ایک کڑی تسلیم کیا گیا ہے جبکہ مسیحی دنیا نے عبدیت و رسالت مسیح کو الوہیت مسیح میں بدل کر عیسائیت کی اصل شکل مسخ کر دی اور حقیقی انجیل میں تحریفات کر کے اناجیل اربعہ کی اشاعت شروع کر دی کیتھولک عیسائیوں نے تثلیث کے علاوہ حضرت مریم کو بھی الوہیت کا درجہ دے دیا جبکہ مروجہ عیسائیت کا اصل بانی عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ سینٹ پال ہے جو یہودی النسل تھا اسے پولوس رسول بھی کہا جاتا ہے۔ باپ بیٹا روح القدس یعنی عقیدہ تثلیث بھی اسی کی دین ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے تمام ہادیوں میں یہ خصوصیت صرف افضل الانبیا خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ کی شخصیت عالیہ حیات و سیرت بالکل حقیقی رنگ میں قرآن مجید احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے۔ اور حقیقی نجات و مغفرت محض اسلام ہی میں ہے۔

"معارف قرآن بجواب حقائق قرآن" اگرچہ چند سال پیشتر بھائی الحاج ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کے ادارہ ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔ اب ہمارا ارادہ اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے امید کہ یہ کتابچہ متلاشیان حق کے لیے راہ ہدایت ثابت ہو گا۔ انشاءاللہ

احقر: ایس۔ ایم۔ شریف قریشی
(ایم۔ اے۔ ایم۔ لٹ (دہلی))
ڈائریکٹر سید نذیر حسین محدث دہلوی تبلیغی و ویلفیر سنٹر دہلی
مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۹۶ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی نَبِیِّہٖ وَاٰلِہِ الْکَرِیْمِ

معارف قرآن

بجواب

حقائقِ قرآن

عیسائیوں کی طرف سے ایک ٹریکٹ شائع ہوا ہے جس کا نام حقائق قرآن ہے۔ اس میں مصنّف نے دعویٰ کیا ہے کہ از روئے قرآن ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السّلام حضرت سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل وبرتر ہیں۔ اس دعوے پر مصنف مذکور نے قرآنی حوالہ جات سے کام لیا ہے اور نمبر شماری کی حیثیت سے چودہ تک نوبت پہنچائی ہے۔ رسالہ مذکور کو تو ہم نے معمولی سمجھا تھا مگر بعض احباب نے بڑے زور سے اس کے جواب کی فرمائش کی ہے۔ اس لئے آج اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

لائق مصنّف سے ایک بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے فضیلت اور افضلیت کا کوئی معیار قائم نہیں کیا، اس لئے ان کو معمولی معمولی باتوں میں دھوکہ لگا ہے۔ یا انھوں نے خود دھوکہ دیا ہے۔

فضیلت کا معیار خدمات ہے اور خدمات بھی وہ جن میں مشکلات زیادہ ہوں۔ ایک جرنیل شاہی خاندان سے ہے جس کے نام کے ساتھ بہت سے شاہی لقب لگے

ہوئے ہیں۔ مگر جنگ کے موقع پر اس کی خدمات کا یہ حال ہے کہ وہ کسی حد تک کامیاب نہیں ہوا بلکہ ناکامی ہی میں محصور ہو کر یا تو گرفتار ہو گیا یا دشمنوں کے نرغے سے نکل گیا۔

دوسرا جرنیل وہ ہے جو دشمنوں پر غالب آتا ہے مگر دشمن بھی بڑی قوت اور شوکت والے نہ تھے۔ اس کی خدمت گو اتنی نہیں لیکن پہلے کی نسبت بہت کچھ ہے۔

تیسرا جرنیل وہ ہے جو باشوکت خطرناک دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہوا، گو زخمی بھی ہوا مگر آخر کار کامیاب ہوا، تو جو عزت اور فضیلت قوم میں، حکومت میں، دنیا کے اہل دانش اور باانصاف اصحاب کی نظر میں اس جرنیل کو حاصل ہو گی وہ پہلے دونوں کو نہیں ہو گی۔ گو بعض بعض امور میں حکومت کی طرف سے اُن کی رعایت کی جائے گی لیکن اصل عزت اور فضیلت میں آخری جرنیل ہی اعلیٰ اور افضل ہو گا۔

یہ تمہید بالکل صحیح ہے۔ جیسا کہ کوئی باانصاف دانا اس کا مخالف یا منکر نہ ہو گا پس رسالہ مذکور کا جواب اس تمہید سے یوں ہے کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات، الٰہیہ کا مقابلہ کر کے فیصلہ کر لو کہ دنیا میں اپنی مفوضہ خدمات میں کامیاب کون ہوا، اور ناکام کون؟

یاد نہ ہو تو سُنیئے! حضرت مسیحؑ دنیا سے گئے تو صرف بارہ[۱۲] یا سولہ[۱۶] آدمی آپ کے فیض سے مستفیض تھے۔ جن میں سے بھی بعض کمزور اور ضعیف الخیال اور دشمنوں کا چاروں طرف سے نرغہ تھا۔ برخلاف اس کے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے کہ اردگرد کوئی ایک متنفس بھی آپ کے مقصود اور خدمات کا مخالف نہ تھا۔ بلکہ حسب پیشگوئی یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ط تمام مخالفین جو جان کے بھوکے اور خون کے پیاسے اور دین الٰہی کے دشمن تھے۔ بدل و جان آپ کے تابع فرمان اور زیر نگین قرآن ہو چکے تھے۔ کیا سچ ہے ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی لگن اک سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غُل یہ پیغام حق سے　　　　کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

بس اس مقابلہ خدمات سے یہ امر بالوضاحت ثابت ہے کہ (حسبِ شہادت اناجیل مروجہ) حضرت مسیحؑ کی خدمات بمقابلہ خدماتِ محمدؐ یہ ایسی ہیں کہ ان کو ناتمام یا نامکمل کہنا بھی ان کی عزت افزائی ہے۔

مفصّل جواب

اس حصے میں پادری صاحب کے نمبروں کا ایک ایک کرکے جواب دینا ہوگا۔ پس غور سے سنیئے:

س نمبر ۱: مسیح کی پیدائش بے باپ معجزانہ تھی۔ لہٰذا وہ آنحضرتؐ سے افضل تھے۔

ج نمبر ۱: بے باپ پیدا ہونے سے فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر بے باپ ہونا فضیلت ہے تو بے باپ اور بے ماں ہونا تو اور بھی فضیلت ہوئی حالانکہ عیسائی حضرت آدمؑ کو بھی حضرت مسیحؑ سے افضل نہیں جانتے۔

ہاں بے باپ ہونے سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو خدا کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید خود اس کی وجہ بتاتا ہے۔ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ط (ہم مسیح کو بے باپ پیدا کرکے اپنی قدرت کی ایک نشانی بتائیں گے) اس سے مسیحؑ کی فضیلت کا کیا ثبوت؟

س نمبر ۲: مسیح کی والدہ مریم کو سب جہان والوں پر فضیلت تھی۔ لہٰذا مسیحؑ افضل ہے۔

ج نمبر ۲: یہ وجہ بھی غلط ہے۔ والدہ کی فضیلت اور چیز ہے، مولود کی اور۔ فضیلت کے مسئلہ میں اسلام کا وہی اصول ہے جو شیخ سعدی مرحوم نے بتایا ہے ؎

ہُنر بنما اگر داری نہ جوہر　　　　گل از خار است ابراہیمؑ از آذر

س نمبر ۳: مسیح کی پیدائش کے وقت خارق عادت امور ظاہر ہوئے۔ درخت خرما خشک سے تر ہو گیا۔ چشمہ جاری ہو گیا وغیرہ۔

ج نمبر ۳ - اس سے بھی کچھ ثابت ہوا، تو قدرتِ خداوندی کا اظہار ہوا نہ کہ مسیح کی فضیلت - ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں کہ ایک یتیم بچے کی پرورش کا انتظام خدا ایسا کر دیتا ہے کہ بادشاہ زادوں کا نہیں ہوتا - مثال کے لئے نور جہاں بیگم زوجہ جہانگیر بادشاہ کے واقعات ملاحظہ ہوں -

س نمبر ۴ - مسیحؑ نے شیر خواری میں کلام کیا - لڑکپن میں ان کو کتاب ملی لہذا وہ افضل -

ج نمبر ۴ - حیرانی ہے پادری صاحب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی مثال کیوں صادق کر رہے ہیں - خداوند تعالیٰ نے ان کو شیر خواری میں بلوا کر اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا حضرت عیسیٰ کو لڑکپن میں کتاب دی تو حضرت یحییٰ کو لڑکپن میں نبوت عطا کی - وَآتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا (ہم نے یحییٰ کو لڑکپن میں نبوت دی) غور سے پڑھو - اس سے فضیلت کہاں ثابت ہوئی فضیلت خاص کر افضلیت تو ذاتی افعال سے ہوتی ہے جو آپ نے دکھائے نہیں -

س نمبر ۵ - از روئے قرآن ثابت ہے کہ مسیحؑ کو جب دشمنوں نے پکڑنا چاہا تو آسمان سے فرشتے آ کر اُسے بجسمِ خاکی آسمان پر لے گئے اور کفار سے بچا لیا - اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفوں نے محاصرہ کیا تو کوئی فرشتہ نہ آیا - نہ ان کو آسمان پر اٹھایا - لہٰذا مسیح افضل -

ج نمبر ۵ - چونکہ پادری صاحب نے فضیلت یا افضلیت کا کوئی معیار قائم نہیں کیا، اس لئے آپ اس طرح کی کمزور دلیلیں پیش کر کے اپنا دل خوش کر رہے ہیں - سنیئے یہ واقعہ حضرت مسیحؑ کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ آنحضرتؐ کی افضلیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اپنی لاثانی دلاوری اور قربِ الٰہی میں یہاں تک بڑھے ہوئے تھے کہ نہ کسی فرشتے کی آپ کو حاجت تھی نہ بغرضِ حفاظت آسمان پر جانے کی - کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا - وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ - (اللہ آپ کی حفاظت کرے گا) چنانچہ اللہ ہی نے آپ کو محفوظ رکھا - اصل بھید اس میں یہ تھا کہ حضرت مسیح کی زندگی دنیا میں فقط غریبی کی رہی - مگر ہمارے حضورؐ کی زندگی

کے دو حصے مقدر تھے۔ ایک غریبی کا، دوسرا سرداری کا۔ ہجرت کی رات تک جس کی طرف پادری صاحب نے اشارہ کیا ہے) حضورؐ کی زندگی کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ ادھر حضرت عیسیٰ کی زندگی کا پہلا دور یعنی غریبی حصہ آسمان پر جانے تک ختم ہوگیا۔ مگر ہمارے حضورؐ کی زندگی کا سرداری حصہ ہجرت کے بعد سے شروع ہو کر اپنے کمال کو پہنچا۔ اسی حصے میں آپؐ نے اپنے مذہب اور دین الٰہی کی وہ خدمات انجام دیں جو جناب مسیحؑ سے نہ ہوسکیں۔ انہی خدمات کی وجہ سے آپ کو سب نبیوں سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ اور انہی خدمات کی وجہ سے آپ کو سب سے افضل کہا جائے تو بجا ہے۔ آسمان پر چلے جاتے تو یہ خدمات کون کرتا۔ غار میں چھپنا اور وہاں سے محفوظ نکلنا بھی آپ کی فضیلت کی دلیل ہے۔ اگر مدینہ میں پہنچکر کامیابی کے بعد بر سر حکومت اور با اقبال زندگی پر فائز نہ ہوتے۔ تو انجیل کی پیشینگوئی کے مصداق نہ ہوتے جو جناب مسیح نے آپ کی بابت فرمائی تھی کہ میرے بعد دنیا کا سردار آتا ہے۔" (مفصل آگے دیکھو)

س نمبر ۶۔ مسیح کا جسم باوجود حاجت بشریہ کے آج تک محفوظ ہے حالانکہ اور کسی کا نہیں۔ ثابت ہوا کہ مسیح افضل ہیں۔

ج نمبر ۶۔ اس میں بھی وہی غلطی ہے جو پادری صاحب کو ہر بات میں پیش آتی ہے جسم مسیح کا محفوظ رہنا دلیل قدرت خداوندی کی ہے جو باوجود اسباب فنا کے کسی چیز کو فنا نہ ہونے دے۔ اس سے اس چیز کی افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح تو ایک نبی اور رسول ہیں۔ دنیا میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو محض جماد (بے جان) ہیں۔ مگر ان کی زندگی حضرت مسیح سے بلکہ جہان کی کل چیزوں سے بڑی ہے۔ مثلاً پہاڑ۔ چاند۔ سورج اور ستارے وغیرہ۔ تو کیا ان کو بھی حضرات انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ خوبی تو ذاتی خوبی اور خدمت گذاری سے حاصل ہوتی ہے۔

س نمبر ۸، ۹ ۔ مسیح نے جانوروں کو پیدا کیا۔ حالانکہ پیدا کرنا خاصہ خداوندی ہے۔ اور بیماروں کو اچھا کیا۔ ثابت ہوا کہ مسیح افضل ہیں۔

ج نمبر ۸، ۹ - اس نمبر کو دھوکہ دہی یا دھوکہ خوری کہیں یا قرآن مجید سے ناواقفی کہیں، سب کچھ کہہ سکتے ہیں - قرآن مجید میں خلق اشیا (پیدا کرنا) خاصہ خداوندی بیشک ہے - اور اس خاصہ میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں - قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ؕ (اللہ اکیلا ہی سب چیزوں کا خالق ہے) ہاں حضرت مسیحؑ کی بابت جو خلق کا لفظ آیا ہے وہ محض برائے نام ہے ورنہ اصل میں کچھ نہیں یعنی جو کچھ ہے وہ خدا کے حکم سے ہے مسیح کی ذات کو اس میں دخل نہیں - قرآن مجید میں الفاظ ہیں:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (پ ۳ - ع ۱۳)	مَیں مٹی سے جانور کی سی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونکتا ہوں پس وہ اللہ کے حکم سے زندہ جانور بن جاتا ہے - اور مَیں بیماروں کو اچھا کرتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں یہ سب کام اللہ کے اذن سے کرتا ہوں -

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ حضرت مسیحؑ باختیار خود یہ کام نہ کرتے تھے بلکہ مسیح کا کام صرف وہی تھا جو انسانی طاقت میں ہے کہ کسی چیز میں پھونک دینا، یا بیمار کو دم کر دینا مگر اس پھونک میں اور اس دم میں اثر ڈالنا خدا کا کام تھا اس لئے نہ مسیح خالق ہے نہ خاصہ خدائی میں فرق آیا، بلکہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ آپکی خوش فہمی ہے خود غرضی ہے -

س نمبر ۱۰ - قرآن میں ذکر ہے کہ لوگ جو کچھ گھروں میں کھاتے یا رکھتے تھے - حضرت مسیحؑ ان کو بتا دیتے تھے - یہ علم غیب کی صفت ہے جس میں مسیح شریک ہیں - ثابت ہوا کہ مسیحؑ افضل ہیں -

ج نمبر ۱۰ - اس میں تو بہت ہی کمال کیا - قرآن مجید عام طور پر نبیوں کو خدا کی طرف سے اطلاع ملنے کا قائل ہے - ارشاد ہے: فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (خدا کسی کو غیب کی خبر نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں کو)

چنانچہ ہمارے رسول علیہ السلام کو بھی کئی امور کی اطلاع ہوئی۔ اسی طرح ہر نبی کو وقتاً فوقتاً اطلاع علی الغیب ملتی رہی۔ حضرت مسیح کو بھی کسی امر پہ اطلاع ملی تو اس سے اُن کی افضلیت کہاں ثابت ہوئی۔

س نمبر ۱۱ - قرآن مجید میں تمام انبیاء کے گناہوں کا ذکر ہے۔ خصوصاً حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بابت حکم ہے۔ اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ، وَوَجَدَکَ ضَالًّا۔ مگر مسیح کی بابت گناہ کا کوئی ذکر نہیں۔ ثابت ہوا کہ مسیح افضل ہے۔

ج نمبر ۱۱ - خوش اعتقادی سے آدمی جو چاہے کہہ لے۔ ورنہ بات کی تہ کو پہنچنا مشکل ہے۔ قرآن مجید کسی نبی کو بھی گنہ گار نہیں بتاتا۔ بعض کے حق میں کسی فعل کا ذکر کرتا ہے جو گناہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر وہ یا تو قبل نبوّت کے زمانہ کا ہوتا ہے یا اس کے معنی کچھ اور ہوتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی بابت جو یہ ہے کہ اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ اس پر عیسائیوں کا بڑا زور ہے۔ حالانکہ یہ حکم عام مسلمانوں کو بصیغہ مفرد مخاطب ہے۔ یعنی ہر ایک مسلمان کو یوں حکم ہے کہ تم اپنے لئے اور دیگر مؤمنین کے لئے بخشش مانگا کرو۔

بظاہر اس میں خطاب آنحضرتؐ کو ہے جس سے قرآن کی اصطلاح سے ناواقفوں کو دھوکہ لگتا ہے لیکن اگر وہ غور کریں تو اُن کو معلوم ہو جائے کہ یہ خطاب بعینہ ایسا ہے جیسا سردار قوم کے ذریعے قوم کو حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا بائیبل میں ہے۔

"اے اسرائیل سُن (استثنا ۴/۱) قرآن مجید کے دوسرے مقامات کو بھی غور سے سُنیے۔ جہاں آنحضرتؐ کا نام لے کر قوم کو حکم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (اے نبی اللہ سے ڈرا کر، اور کسی کافر یا منافق کی بات مت سُنا کر) عام اُمّت کو حکم ہے۔ اور فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ۔ "اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدّت میں دیا کرو۔" جس طرح ان آیات میں بصیغہ خطاب مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے۔ اسی طرح اس آیت (اِسْتَغْفِرْ) میں بصیغہ خطاب تمام مسلمانوں کو ہے کہ اپنے لئے اور دیگر مسلمانوں کے لئے بخشش مانگا کرو۔ جیسے تعلیم فرمائی:

رَبِّ اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ "اے خدا ہم کو اور میرے گذشتہ بھائیوں کو بخشدے"

قرآن مجید تو بیشک حضرت مسیح کو بڑے پایہ کا نبی، بلکہ اولوالعزم رسول مانتا ہی مگر انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ اُن سے بھی ہوئے۔ ایک جگہ اپنی والدہ مکرمہ کو "اے عورت" کہہ کر پکارا۔ پھر پانی کے مٹکوں کو شراب بنادیا وغیرہ۔ شائد اس لئے جب اُن کے سامنے ان کو نیک کہا گیا تو انھوں نے نیک کہلانے سے انکار کیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

"ایک نے اسے کہا۔ اے نیک استاد، اس نے اس کو کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا (متی باب ۱۹ کی کتاب ۱۶)"

اسی لئے ایوب نبی کی کتاب میں درج ہے: جو عورت سے پیدا ہوا، کیا ہو کہ صادق ٹھہرے۔ (ایوب $\frac{15}{12}$)

پس مسیح بھی جو عورت سے پیدا ہوئے۔ بقول بائیبل کیونکر پاک اور بیگناہ کہلا سکتے ہیں۔ (مفصل آگے)

س نمبر ۱۲، ۱۳۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عرصہ ہوا، فوت ہو گئے اور حضرت مسیح ابھی تک آسمان پر زندہ ہیں۔ قرآن کہتا ہے، زندہ اور مُردہ برابر نہیں۔ از رُوئے مسلّمات اسلام قریب قیامت مسیح بنی آدم کی رہبری کے لئے آوینگے۔ اول آخر مسیح ہادی ٹھہرا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مسیح افضل ہیں۔

ج نمبر ۱۲، ۱۳: یہ بھی ایک دھوکہ ہے جو پادری صاحب کو لگا ہی یا انھوں نے دیا ہے۔ مُردہ اور زندہ کس چیز میں برابر نہیں؟ ان کاموں میں جو ظاہری زندگی سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ رُوحانی مراتب اور فضیلت میں۔ اگر ایسا ہو تو فرمائیے بقول عیسائیاں حضرت مسیح مر کر تین روز قبر میں پڑے رہے۔ اسوقت انکے شاگرد جو زندہ تھے اُن سے افضل تھے؟ بلکہ جن لوگوں نے ان کو پھانسی دیا تھا۔ وہ بھی زندہ تھے تو کیا وہ بھی مسیح سے افضل تھے؟ اس کا جواب ہر ایک عیسائی نفی میں دیگا۔ پھر اس جسمانی

زندگی اور موت سے روحانی بہتری اور کہتری کا کیا ثبوت؟ محض غلط فہمی ہے۔

س نمبر ۱۳۔ حضرت مسیح قیامت سے پہلے آکر دجال کو مارینگے۔ تمام اہل کتاب اس پر ایمان لائینگے۔ معلوم ہوا کہ مسیح خاتم النبیین اور افضل ہیں۔

ج نمبر ۱۳۔ ہم مانتے ہیں کہ قیامت کے قریب مسیح اگر یہ کام اور اس کے سوا اور کام بھی کریں گے۔ مگر بماتحتی حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دین اسلام کی خدمت بجالاویں گے اور اسی خدمت کے لئے اُن کو زندہ رکھا گیا ہے، تاکہ جو نقص خدمت اور بظاہر ناکامی ان کی پہلی زندگی میں ظہور پذیر ہوئے اس کی اچھی تلافی ہوجائے۔ اس سے مسیح کی افضلیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ آنحضرت کی افسری اور افضلیت ثابت ہوتی ہے جن کے دین کی خدمت مسیح کے سپرد ہوگی۔

س نمبر ۱۴۔ بحکم فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا مسیح کے اندر الٰہی ذات تھی، پس وہ صاحب الوہیت تھے۔ اس لئے ایک گنہ گار رسول سے افضل تھے۔

ج نمبر ۱۴۔ پادری صاحب کا دعوٰی ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے از روئے قرآن مجید لکھا ہے۔ اس نمبر میں جناب نے قرآن مجید کی صریح نصوص کا خلاف کیا ہے۔ غور سے سنیئے! قرآن شریف الوہیت مسیح کو صاف لفظوں میں رد کرتا ہے۔

حضرت مسیح کی نسبت عیسائیوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک تو کہتا ہے کہ مسیح ہی اللہ ہے جو بلباس انسانی دنیا میں آیا ہے۔ ہمارے لئے اس نے جسم اختیار کیا۔ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ باپ (اللہ) بیٹا (مسیح) اور روح القدس تینوں معبود ہیں۔ قرآن مجید نے ان دونوں کا رد کیا ہے۔ غور سے سنیئے!

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ (خدا سے منکر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ہے) دوسرے گروہ کا ان لفظوں میں رد کیا ہے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (خدا سے منکر ہیں وہ لوگ۔ جو کہتے ہیں کہ تینوں معبودوں میں سے ایک اللہ ہے)

پھر اس دعوٰی کو صرف دعوٰی کی صورت میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ عقلی و نقلی دلیلو

سے مدلل کیا۔ عقلی دلیل یہ دی۔ کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ (یعنی مسیح اور اس کی والدہ بھی کھانا کھاتے تھے) جو کھانے کا محتاج ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے۔

نقلی دلیل یہ دی۔ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ (مسیح نے خود کہا تھا۔ اے بنی اسرائیل اللہ پاک کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے) اِن دونوں دلیلوں کے علاوہ تیسری دلیل قرآن مجید نے یوں بیان کی ہے جو بہت ہی غور طلب ہے۔ فرمایا:

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (یعنی مسیح خدا کا بندہ تھا۔ جس پر خدا نے انعام کئے اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف ہادی بنا کے بھیجا)

ان آیات اور ان کے سوا اور بہت سی آیات کے ہوتے ہوئے کسی عیسائی کا یہ دعویٰ کرنا کہ ازروئے قرآن مجید مسیح میں الٰہی ذات ثابت ہوتی ہے کس قدر زورِ تعصب اور ضد ہے۔

مختصر یہ کہ افضلیت کا اظہار خدمتِ دینی سے ہوتا ہے سلسلۂ انبیاء علیہم السلام پر نظرِ غائر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر مشکلات میں کامیابی ہمارے حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی ہے وہ کسی نبی کو نہیں ہوئی۔ پس آپ افضل تھے۔

شاید ہمارے دعوے کے مقابلہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا جائیگا لیکن ان کے تاریخی حالات جاننے والوں سے مخفی نہ تھا کہ یہ مقابلہ صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کو وہ قوم ملی تھی جو پہلے سے نبوت خصوصاً خاندانی نبوت کی قائل تھی حضرت موسیٰ کی منکر نہ تھی بلکہ منتظر تھی۔ فرعون اور فرعونی قوم مخالف تھی۔ سو اخیر تک مخالف رہی۔ حضرت موسیٰ بحکم الٰہی اپنی قوم کو لے کر ہجرت کر گئے لیکن جس ارادہ سے ان کو لے گئے کہ ملک شام کو فتح کر کے اپنی آبادی کرینگے۔ قوم کی نافرمانی سے اسمیں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر اسی جنگل میں جان بحق تسلیم ہوئے جو اُن کی منزل مقصود نہ تھا، بلکہ راستہ تھا۔ ادھر ہمارے حضورؐ نے سخت ترین مشرکوں، ضدی کافروں اور اعلیٰ درجہ کے

معاندین پر نہ صرف اخلاقی اور مذہبی فتح پائی، بلکہ ظاہری حکومت بھی اعلیٰ شان کی کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ کامیابی اس کو کہتے ہیں۔ آہ!

دل کس ادا سے لینے ہو بتلا دیا کہ یوں آہن کو نقناطیس پہ کھلا دیا کہ یوں۔

چونکہ ہمارے حضورؐ پرنور کی خدمات دینی اور کامیابی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے اس لئے حضورؐ کے مدارج بھی سب نبیوں سے اعلیٰ اور سب سے افضل ہیں۔ کیا پادری صاحب اس مقابلہ میں ہمارے سامنے آسکتے ہیں؟

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

دنیا کا سردار

پادری صاحب نے تعصب کے نشہ میں اپنے مسلمات کی بھی پرواہ نہیں کی۔ قرآن مجید سے حضرت مسیح کی افضلیت ثابت کرنے لگے ہیں۔ جو مشکل کام ہے۔ حالانکہ انجیل سے اس کا فیصلہ آسان تھا۔ ہم اس فیصلے کو نقل کر کے پبلک سے انصاف چاہتے ہیں۔ جناب مسیح اپنی دنیاوی کے آخری حصے میں شاگردوں کو وعظ کہتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تم پاس پھر آتا ہوں۔ اگر تم مجھے پیار کرتے۔ تو تم میرے اس کہنے سے کہ میں باپ پاس جاتا ہوں۔ خوش ہوتے کیونکہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے اب میں نے تمھیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تاکہ جب وہ وقوع میں آوے تو تم ایمان لاؤ۔ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں (یوحنا ۱۴ باب کی ۲۹ سے)"

جناب مسیح نے اس مقام پر جس بزرگ کو جہان کا سردار کہا ہے جس کو اسی انجیل کے چودھویں اور سولہویں باب میں روح حق اور تسلی دینے والا فرمایا ہے اور یہ وہی ہے جس کے کام یہ بتلاتے ہیں کہ وہ میری (مسیح کی) تعریف کریگا۔ میری نسبت دنیا کو عدالت اور راستی سے قصوروار ٹھہرائے گا۔ چنانچہ ہمارے حضورؐ پرنور نے یہ سارے کام کئے۔ جناب مسیح کی ایسی تعریف کی کہ خود پادری صاحب گواہ ہیں کہ انھوں نے

قرآنی حوالہ سے مسیح کو آنحضرتؐ سے افضل سمجھ لیا - اور مسیحؑ کے منکروں (یہودیوں) کو قصوروار بھی ٹھہرایا۔

پس ثابت ہوا کہ بقول حضرت مسیح ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سردار ہیں - پھر ان کی افضلیت میں کیا شبہ؟

عیسائیوں پر احسانِ قرآن

اسلام اور قرآن بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں آیا۔ تو جناب مسیح کے حق میں دو گروہ تھے - (۱) ایک معتقدین عیسائی جو اُن کو اُن کے اصل رُتبے سے بہت اُونچا دکھاتے تھے کہ بندہ سے خدا بناتے - (۲) دوسرے یہودی جو جناب کی شان میں بہت بدگو تھے - سخت ہتک آمیز الفاظ سے یاد کرتے - خدا اور رسول تو کیا بھلا آدمی یا معمولی آدمی جاننا بھی اُن کے نزدیک جرم تھا، اور ہے - ایسی حالت میں قرآن اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے دونوں گروہوں کی اصلاح یوں کی کہ الوہیت کے قائلین کو یوں سمجھایا کہ وہ خدا نہ تھے اور یہودیوں کو یوں سمجھایا کہ وہ نبی بلکہ اولوالعزم رسول تھے - اس سے مسلمانوں پر بھی جناب مسیح کی عزت کرنا ضروری ہو گیا۔

سوال یہ ہے

کہ پیغمبر اسلام (معاذ اللہ) یہودیوں کے ہمزبان اور ہمخیال ہو جاتے تو آج جناب مسیحؑ کے بدگوؤں کی تعداد میں کتنے کروڑ کا اضافہ ہوا ہوتا۔

کیا پھر اس احسان یا محبت یا اظہارِ صداقت کا نتیجہ عیسائیوں کی طرف سے یہ ہونا چاہئیے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ والاشان سے کر رہے ہیں۔

عیسائیو! ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو!
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی